پروفیسر اویس احمد ادیب

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت

دُنیا کے مختلف معاشی نظاموں کی طرح اسلام کا اپنا ایک معاشی نظام ہے۔ اس کی ساخت، دینی اثرات اور اس کے عوامل سوشلزم، کلیپٹلزم، سرمایہ داری اور مشترک نظام معیشت سے بالکل مختلف ہیں۔ بعض اصحاب ——————— یہ کہہ دیتے ہیں کہ اسلامی نظام معیشت ناکارہ ہے۔ انھیں اس کا علم نہیں ہے کہ مغرب کے جس قدر نظام معیشت ہیں ان کی اساس "سُود" اور "استحصال" پر رکھی گئی ہے۔ اس میں انسانی مسائل کو حل کرنے کے بجائے پیچیدہ بنایا جاتا ہے جبکہ اسلامی نظام معیشت میں انسانی مسائل انفرادی اور اجتماعی طور پر حل کیے جاتے ہیں۔ یہ نظام مفلسی، ناداری اور دولت کی نامناسب تقسیم کو بنیادی طور پر ختم کرتا ہے اور خوشحالی کا دور دورہ لاتا ہے۔ اسلام نے انسانی احتیاجات کو بنیادی اہمیت دیتے ہوئے ان کی تسکین کے ذرائع مہیا کیے ہیں۔ چنانچہ ان میں ایک "زکوٰۃ" بھی ہے جو "مساوات" قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ سنہ ۲ھ میں فرض کی گئی تھی تاکہ اس سے جو رقم جمع ہو حاجتمندوں میں تقسیم کی جا سکے اور اس سے وہ اپنی احتیاجات کو تسکین پہنچا سکیں۔ یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم کے پارہ ۳ کی سورۂ بقرہ کے رکوع ۳۸ میں یہ بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ یہ غم اور خوف سے نجات دلاتی ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا
الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور انھوں نے زکوٰۃ دی ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کے کاموں کا بدلا ہے اور نہ ان کے لیے خوف ہے نہ غم۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آخرت میں زکوٰۃ کا اجر ملے گا۔ کلام پاک کے ان ارشاد کے علاوہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرتے رہا کرو کیونکہ جو مال بلا زکوٰۃ کے رہے گا وہ قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل اختیار کر کے صاحب مال کو ڈستا رہے گا۔ اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی وہ قیامت کے دن خوفناک اژدھے کی شکل میں صاحب مال کی گردن میں آویزاں رہے گا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی قابل معافی نہیں ہے۔ یہ ہے زکوٰۃ کا مذہبی نقطۂ نظر۔

زکوٰۃ اور معاشی نقطۂ نظر

جہاں تک معاشی نقطۂ نظر کا تعلق ہے، زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے جو خداوند عالم کے احکامات کے مطابق ہر صاحب نصاب پر عائد کیا گیا ہے۔ جس طرح موجودہ زمانے میں ہر حکومت اپنے ملک کے ان عوام پر ٹیکس لگاتی ہے جن کی سالانہ آمدنی ایک خاص حد تک ہوتی ہے، اسی طرح اسلام نے ایک خاص حد تک آمدنی اور اشیاء رکھنے والے اصحاب پر یہ ٹیکس عاید کیا ہے اور اس ٹیکس کی ہر صاحب نصاب کو تشخیص خود ہی کرنا

پڑتی ہے۔ اسلام نے ابتدا ہی سے "خود تشخیص" کا نظام رائج کیا تھا۔ موجودہ ماہرین معاشیات نے "خود تشخیص" کا یہ نظام اسلام سے لے کر اب رائج کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی نظام ٹیکس کو موجودہ دور کے نظام ٹیکس پر فوقیت حاصل ہے۔ اس جدید خود تشخیص نظام میں ٹیکس دہندے بعض اوقات ٹیکس اور آمدنی کے غلط گوشوارے داخل کرتے ہیں۔ مگر زکوٰۃ کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے جس سے آمدنی تو کیا دل کی بھی کوئی بات نہیں چھپائی جاسکتی۔ اس وجہ سے ہر شخص زکوٰۃ صحیح طور پر ادا کرتا ہے کیونکہ اس میں آئندہ زندگی میں جزا اور سزا کا مسئلہ آجاتا ہے۔

زکوٰۃ اور جدید نظام ٹیکس

زکوٰۃ اور موجودہ زمانے کے نظام ٹیکس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جدید نظام ٹیکس غریب کو اور زیادہ غریب اور امیر کو اور زیادہ امیر بناتا ہے۔ ٹیکس بلا واسطہ اور بالواسطہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ بالواسطہ ٹیکس اشیاء کی قیمتوں میں شامل کرکے وصول کیا جاتا ہے اس ٹیکس سے کوئی شخص ملکی ہو یا غیر ملکی، امیر ہو یا غریب نہیں بچ سکتا۔ کیونکہ ہر شخص اپنی احتیاجات کی تسکین کے لیے اشیاء خریدتا ہے اس طرح وہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ ایک فقیر جو دن بھر بھیک مانگ کر کچھ پیسے جمع کرتا ہے، اگر نمک کی ایک تھیلی خریدتا ہے تو وہ اس شامل شدہ ٹیکس بھی ادا کرتا ہے، اس طرح موجودہ مغربی نظام ٹیکس میں غریب پر بھی ٹیکس عاید ہوتا ہے۔ اور یہ ٹیکس ان امیروں کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے جو ٹھیکے لیتے ہیں اور ٹیکس کو چیزوں کی قیمتوں میں شامل کرکے زیادہ سے زیادہ پیسہ وصول کرتے رہتے ہیں۔ جدید نظام میں "دولت کا بہاؤ" امیروں کی طرف سے غریبوں کی طرف ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ کے نظام میں اسے "بیت المال" میں جمع کرنا ہوتا ہے۔ یہ جمع شدہ رقم ان لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے جن کو اس کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ مسلمانوں کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ جب ایک مجبور اور ضرورت مند کو مال یا اشیاء کی امداد فراہم کی جاتی ہے تو معاشی نقطۂ نظر سے اس کی آمدنی میں بالواسطہ طور پر اضافہ ہوتا ہے، اس کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے، اسے چین اور

سکون نصیب ہوتا ہے۔ اس طرح جب اس کی بنیادی پریشانیاں ختم ہوجاتی ہیں تو وہ اپنی حالت بہتر بنانے اور اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ اس کوشش میں اس کی اقتصادی حالت بہتر ہوتی جاتی ہے اور پھر جب وہ صاحب نصاب ہوجاتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہوجاتی ہے اور وہ دوسروں کی بہتری کا سبب بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ نے مسلمانوں کی معاشی اور اقتصادی درستگی اسی کے ذریعہ فرمائی ہے۔

زکوٰۃ اور مساوات

گو معاشیات کے ٹیکس لگانے والے اصولوں میں ایک خاص اصول یہ ہے کہ ٹیکس لگاتے وقت "مساوات" کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ مگر مساوات کا جدید زمانے کے ٹیکسوں میں یہ حال ہے کہ امیر اور فقیر سب اشیاء پر یکساں ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ایک نمک کی تھیلی پر امیر کروڑپتی اور فقیر دونوں ایک ایک آنہ ٹیکس دیتے ہیں۔ یہ "مساوات" نہیں ہے۔ کیونکہ فقیر کے لیے ایک آنے کی قدر بہ نسبت کروڑپتی کے بہت زیادہ ہوتی ہے، اس وجہ سے فقیر یا غریب کی قربانی کا عنصر زیادہ ہوتا ہے اور امیروں کا کم۔ مگر زکوٰۃ میں اس قسم کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر صاحب نصاب اپنی آمدنی، دولت اور دیگر اشیاء پر ایک خاص مقررہ شرح سے ادا کرتا ہے۔ اسی طرح زیادہ امیر زیادہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اوسط درجہ کا صاحب نصاب کم۔ اس طرح زکوٰۃ کے ذریعہ معاشرے میں مساوات قائم کی جاتی ہے۔

جدید نظام ٹیکس اور زکوٰۃ کے فوائد کا مقابلہ

زکوٰۃ کے چند فوائد کا تذکرہ تو کیا جاچکا ہے مگر اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں کوئی فرد ننگا اور بھوکا نہیں رہ سکتا۔ جن لوگوں کا معیار زندگی پست ہوتا ہے وہ اُسے بہتر بنا سکتے ہیں۔ مگر آج کے سماج میں ننگے، بھوکے، قلاش، فقیر، چور، راہزن، ڈاکو وغیرہ وغیرہ کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جدید نظام ٹیکس میں غریبوں کا استحصال کیا جارہا ہے۔ پھر زیادہ سے زیادہ مجرم پیدا کیوں نہ ہوں، اس لیے کہ انھیں اپنی بقائے حیات اور احتیاجات کی تسکین کے لیے

کوئی نہ کوئی ذریعہ لازمی طور پر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس معاشرے پر غور کیجیے جہاں زکوٰۃ کے ذریعہ غریبوں، مسکینوں، حاجتمندوں اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کی جاتی تھی اس معاشرے کے یہ ناسور وہاں موجود نہیں تھے۔ بلکہ اس معاشرے میں ہر شخص اس قدر مطمئن تھا کہ وہاں کوئی زکوٰۃ لینے والا باقی نہیں رہتا تھا۔ اس طرح ہمارا سماج اپنی برائیاں دور کرسکتا ہے بشرطیکہ وہی سابقہ نظامِ اقتصادیات رائج کیا جائے۔

زکوٰۃ کی وجہ سے انسان کو شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل ہوتی ہے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کو زہد اور تقویٰ کی طرف رجوع کرتی ہے، اس کا غرور اور گھمنڈ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کی تسکین کی بجائے اپنی رقم اللہ کی خوشنودی اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اس طرح وہ خداوندِ عالم سے زیادہ قربت حاصل کرتا ہے۔ غریبوں اور محتاجوں اور ضرورت مندوں سے مل کر اسے اللہ کے بندوں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا کی زیب و زینت سے اسے نفرت پیدا ہو جاتی ہے وہ بااخلاق ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ بداخلاقی اور ذلیل حرکتوں کو مٹانے اور ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کے مستحق

صاحبِ نصاب کے لیے یہ ایک بڑا مسئلہ ہو جاتا ہے کہ زکوٰۃ کس کو دی جائے؟ قرآن پاک نے پارہ ۱۰ کی سورۂ توبہ کے رکوع ۸ میں اس کی وضاحت یوں کر دی ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ
الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ:- صدقات (زکوٰۃ) تو صرف فقیروں اور محتاجوں کے لیے ہیں اور جو صدقات پر مقرر ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا ہے اور غلام آزاد کرانے کے لیے اور قرض داروں کے قرضے میں اور اللہ کے کاموں میں اور مسافروں کے لیے۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ جاننے والا ہے اور کام بنانے والا ہے۔"

اس آیت میں اس کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے کہ زکوٰۃ کے حقدار کون کون لوگ ہیں۔ اس میں فقیروں اور محتاجوں کا ذکر ہے۔ شرعِ اسلامی میں وہ شخص فقیر اور محتاج کہلایا جاتا ہے جو صاحبِ نصاب نہ ہو۔ مسکین یعنی جن کے پاس دو وقت کا کھانا نہ ہو اس کے مستحق ہیں۔ اگر غلاموں کو آزاد کرانا ہو تو زکوٰۃ کی رقم صرف کی جا سکتی ہے۔ نومسلموں کو بھی امداد کے طور پر اس میں سے رقم دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی مالی حالت درست کر سکیں، ان کی مدد اس وجہ سے اور بھی ضروری ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے معاشرے کو ترک کر کے آتے ہیں۔ اگر ان کی امداد نہیں کی جاتی تو ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ مالی پریشانیوں کا شکار ہو کر دوبارہ اپنے معاشرے اور مذہب کی طرف رجوع ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کی بھی مدد کی جا سکتی ہے اگر وہ اسی قدر مدد لے سکتے ہیں جتنی کہ ان کی ضرورت ہو۔

اگر قرض دار صاحبِ نصاب نہیں ہوتا اور اسے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو بیت المال سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے، اسی طرح مسافروں کی امداد بھی زکوٰۃ فنڈ سے کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی فرد شرعی سفر میں ہو اور اس کا زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کی مدد کی جا سکتی ہے خواہ وہ امیر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں بھی اس میں سے رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔ بعض ائمہ نے اس سے مراد تبلیغِ اسلام لیا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے مراد مجاہدوں کی مدد ہے۔ غرض زکوٰۃ کے ذریعہ قوم کے افراد اور ملک کی معاشی حالت کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، معاشی بدحالی خوشحالی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اگر موجودہ نظام میں زکوٰۃ کو جگہ دی جائے اور جدید طریقۂ ٹیکس ختم کر دیا جائے تب بھی وہ ملک کی حالت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

اصل اور سرمایہ پر زکوٰۃ ٹیکس

عام طور پر زکوٰۃ ہر اس شخص پر فرض ہوتی ہے جس کے پاس ساڑھے باون (۵۲½) تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہو یا ان دونوں کو ملانے کے بعد کسی ایک کے مساوی مالیت ہو۔ اگر کسی سوداگر کے پاس اسی قدر مال ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس

پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے، اور یہ اس کا چالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اسے یوں کہیے کہ اصل یا سرمایہ پر ڈھائی فیصد کے حساب سے ٹیکس عاید کیا جاتا ہے۔ موجودہ دور کے معاشیین اصل پر ٹیکس لگانے کے خلاف ہیں کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنے اصل یا سرمایہ کی سرمایہ کاری نہیں کرتے یا اسے ختم کر دیتے ہیں مگر موجودہ نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت میں دولت جمع کی جاتی ہے۔ اسلام نے دولت جمع کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ دولت پر ٹیکس یا زکوٰۃ برابر ادا کرنا ضروری ہے تاکہ سرمایہ کا اجتماع نہ ہونے پائے اور وہ کاروبار میں لگا رہے۔ اس سے ملک کی دولت میں اضافہ ہوگا، صنعتیں کام کرتی رہیں گی۔ بیروزگاری کم ہو جائے گی زکوٰۃ کی بدولت دولت کی جمع یا ذخیرہ میں اضافہ نہیں ہونے پاتا بلکہ اس کے ذریعہ دولت سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کا جذبہ بھی بڑھتا ہے۔ انفرادی ذمہ داری تو زکوٰۃ کی ادائیگی تک ہوتی ہے مگر اجتماعی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے۔ یہ اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ ملک میں کوئی ایسا فرد تو نہیں ہے جو بھوکا ننگا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت سماجی بہبود کی کوشش کرے اور غربت و افلاس کو ختم کرے۔ یہ کامیابی صرف زکوٰۃ ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔

الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن (عربی)

تالیف

امام عبید اللہ سندھیؒ

جلد دوم قیمت ۱۵/۶

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر۔ حیدرآباد سندھ